REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

فی پرچہ ۱ /

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۹ شہادت ۱۳۳۵ھش | ۲۹ اپریل ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۰۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

حضور ایدہ اللہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

ربوہ ۲۸ اپریل۔ امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے کل تار کے ذریعہ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت دریافت کی تھی۔ حضرت میاں صاحب موصوف کے تار کے جواب میں محترم پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے کل شام کو مری سے جو تار موصول ہوئی وہ درج ذیل ہے۔

مری ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء بوقت بارہ بجے دوپہر

"حضرت صاحب کی طبیعت آج خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ اس سے پہلے ڈاک کے ذریعہ رپورٹیں بھجوائی جا چکی ہیں۔"

حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق مری سے ۲۵ اپریل کی چلی ہوئی آج صبح بذریعہ ڈاک جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔

مری ۲۵ اپریل۔

صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔ "سردی کی وجہ سے طبیعت بحال نہیں ہوئی۔"

حضور ایدہ اللہ کل (مورخہ ۲۴ اپریل کو) یہاں پہنچے تھے۔ رات کو بارش شروع ہو گئی۔ اور آج بھی وقتاً فوقتاً ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے سردی بڑھ گئی ہے۔ احباب التزام سے دعا جاری رکھیں۔

درخواست دعا میرے بھائی منور احمد صاحب ابن ... غلام محمد صاحب اختر لنڈن میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے کورس کا پہلا امتحان ۳۰ اپریل سے شروع ہو رہا ہے نیز عزیز نصراللہ صاحب ابن چوہدری ... بیرسٹری کا فائنل امتحان اسی روز لنڈن میں ہو رہا ہے۔ احباب ...

روسی لیڈروں سے بات چیت کے بعد جنگ کا فوری خطرہ دور ہو گیا ہے

برطانیہ سے روسی لیڈروں کی روانگی کے بعد برطانوی وزیر اعظم سر انتھونی ایڈن کا بیان

لنڈن ۲۸ اپریل۔ وزیر اعظم سر انتھونی ایڈن نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ روسی لیڈروں کے ساتھ میری بات چیت سے جنگ کا فوری خطرہ دور ہو گیا ہے۔ سر انتھونی نے یہ بیان کل روسی لیڈروں مارشل بلگانن اور مسٹر خروشچیف کی انگلستان سے روانگی کے بعد ایک ٹیلیویژن انٹرویو میں دیا۔ انہوں نے کہا برطانیہ اپنے دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ لیکن وہ سب سے تعلقات بڑھانے کی کوشش کرے گا۔ انہوں نے بتایا میں نے روسی لیڈروں کے ساتھ جن امور پر تبادلہ خیالات کیا ہے ان میں سے بعض کے متعلق ہم باہم متفق نہیں ہو سکے ان میں سے ایک جرمنی کا مسئلہ ہے۔ برطانیہ جرمنی کو متحد کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا رہے گا۔ اور اس بات پر زور دیتا رہے گا۔ کہ وہاں آزاد و غیر جانبدار انتخابات ہونے چاہئیں۔

روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن اور وہاں کی کمیونسٹ پارٹی کے سکرٹری مسٹر خروشچیف نے انگلستان کے دس روزہ دورے کے اختتام پر کل ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لنڈن کے مذاکرات سے ہم امن و یقین پر قائم ہو گئے ہیں۔ کہ برطانوی عوام اور ان کی حکومت دونوں ہی جنگ کے حق میں نہیں ہیں۔ پریس کانفرنس سے خطاب ان کے پروگرام کا آخری جزو تھا۔ اس کے بعد وہ روس واپس ہونے کے لئے پورٹسماؤتھ سے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہو گئے۔

سحری و افطار

	سحری	افطار
۱۶ رمضان المبارک	—	۶ بجکر ۴۹ منٹ
۱۷ " "	۳ بجکر ۵۹ منٹ	۶ " ۴۹ "

وزیر اعظم مشرقی پاکستان کے چار دن کے دورے پر ڈھاکہ پہنچ گئے

ڈھاکہ ۲۸ اپریل۔ وزیر اعظم جناب محمد علی مشرقی پاکستان کے چار روزہ دورے پر آج صبح ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی سے ڈھاکہ پہنچ گئے۔ ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ میرے خیال میں مغربی پاکستان کے سیاسی حالات کا مرکز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ نے بتایا مرکزی مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے کچھ ارکان ری پبلکن پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کی شمولیت کے باوجود مرکز کی موجودہ پوزیشن برقرار رہے گی۔ ری پبلکن پارٹی کے قیام کے ضمن میں وزیر اعظم نے کہا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ کہ کچھ لوگ ایک جماعت سے الگ ہو کر کوئی نئی جماعت بنا لیں۔ جمہوری نظام میں ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ ہوائی اڈہ پر صوبائی گورنر جناب فضل الحق، وزیر اعلیٰ جناب ابو حسین، دیگر صوبائی وزراء اور اعلیٰ سول و فوجی حکام نے آپ کا استقبال کیا۔

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ربوہ ۲۸ اپریل۔ یہ خبر جماعت میں نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری کل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء (مطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ) بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۸۲ سال تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور نہایت مخلص صحابہ میں سے تھے۔ اور خدمات سلسلہ کے لحاظ سے آپ کو جماعت میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آج مورخہ ۲۸ اپریل کو صبح ۷ بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں بزرگان سلسلہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے کارکن اور اہل ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعدہ آپ کو بہشتی مقبرہ میں صحابہ کے قطعہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ دیگر احباب کے علاوہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۳ پر)

ڈھاکہ ۲۸ اپریل ماہرین کی ٹیم ... پاکستان اٹامک کمیشن کے صدر ڈاکٹر نذیر احمد کی معیت میں کل لاہور سے ڈھاکہ پہنچ گئے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ر اپریل ۵۶ء

مذہب اور سائنس (۳)

جناب حکیم یورش صاحب اپنے مراسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ مودودی فسطائیت کا روحانی کرشمہ ہے۔ کہ آپ مادہ سے قوت کو الگ کرکے غیر شعوری طور پر شیخ بوعلی کے گریبان میں جہالت اور کم علمی کا تمغہ آویزاں کردینے پر مصر ہیں۔ مذہبی ذہن رکھتے ہوئے مادہ اور قوت کے مبحث کا نتیجہ یقیناً انہیں غلط نتائج پر منتج ہوگا۔ جو "جوز اور برکلے" کی تصانیف کو مزین کئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان نتائج پر قناعت کرلینا غیر سائنٹیفک ہوگا۔ غیر سائنٹیفک میں نے اس لئے کہا۔ کہ مادہ اور قوت دو الگ الگ بذات اپنا کوئی وجود نہیں رکھتے۔ مادہ اور قوت ایک ہی اصل کے مختلف اظہار ہیں۔ جیسے پانی کے ظاہر روپ مثلاً برف۔ بھاپ اور بجلی یہ ایک ہی شے کے تین متخالف اظہار ہیں۔ بجلی انتہائی لطیف اور برف انتہائی کثیف حالانکہ پانی نا کثیف تھا اور نہ ہی لطیف۔ قوت مادہ کے بغیر اپنا اظہار نہیں کرسکتی۔ جیسے خیال بغیر الفاظ کے الفاظ اپنا جوہری مفہوم متعین کرنے کے لئے مادی ماحول کا متقاضی ہے۔ یا جیسے وقت اپنے اظہار کے لئے حرکت کا طالب ہے۔ اور حرکت ...... کی متمنی ہے۔ اور مسافت کے لئے مبداء و منتہا کا یقین لازمی ہے۔ قوت کو مادے سے الگ یا مادہ کی نفی سے قوت کا اثبات وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو شعور انسانی کو کوئی الہامی یا وہبی شے باور کرانے میں مصر ہیں۔ حالانکہ شعور مادے کے پیچیدہ ارتقائی عمل کا منطقی نتیجہ ہے۔ شعور تعلیم کی طرح اکتسابی شے ہے۔ جو محنت مشاہدہ تجربہ اور مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ شعور کے جس طرح پانچ جز خارجی ہیں اسی طرح پانچ قاصد داخلی ہیں۔ مثلاً متخیلہ وجدان تحت الشعور ذہن اور حافظہ لیکن شعور کے داخلی اعضاء معطل ہوجاتے ہیں۔ اگر خارجی روابط کے عمال و حواس خمسہ اپنا عمل بے عملی میں تبدیل کردیں۔ حواس خمسہ مادی ماحول کی موجودگی میں اپنا اظہار کرسکتے ہیں۔ لہذا جہاں مادہ نہیں ہوگا۔ وہاں حواس نہیں ہوں گے۔ جہاں حواس نہیں ہوں گے وہاں شعور نہیں ہوگا۔ جہاں شعور نہیں ہوگا۔ وہاں ...... کی روحانی دنیا ہوگی۔ جو شے غیر مادی ہوگی۔ وہ غیر شعور ہوگی۔ اس لئے کہ شعور حرکت کا نتیجہ ہے۔ جہاں حرکت نہ ہوگی، وہاں زندگی کی نفی ہوگی۔ اور زندگی مادے کے مایہ خمیر میں داخل ہے۔ اور اس کی اپنی تخلیق ہے۔ مادے کا کوئی خالق نہیں مادہ قدیم ہے۔ اس لئے کہ وقت بغیر مادہ اپنا کوئی وجود نہیں رکھتا۔ اس لئے جس کے وقت موجود تھا۔ تو مادہ بھی موجود تھا۔ وقت چونکہ قدیم ہے۔ اس لئے مادہ قدیم ہے۔ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کہ قوت تصوریہ یعنی متخیلہ مادی ہے۔ یہ اس لئے کہ انسان خیال سے خیال مستعار لیتا ہے۔ جیسے طرح ایک واقعہ واقعہ سابقہ کا نتیجہ اور آئندہ کو جنم دیتا ہے۔ واقعہ نام ہے خیال کے مادی پیرہن کا۔ خیال ذہن سے خارج ہوکر اس وقت ایک خارجی حقیقت بن جاتا ہے۔ جب یہ انسانی اعضاء پر اثر انداز ہوکر حرکت کے لئے محرک بن جاتا ہے۔ خیال اپنے وجود کے اثبات کے لئے الفاظ کا محتاج ہے۔ اور الفاظ مادی ہیں۔ اس لئے کہ یہ شعور انسانی پر اثر انداز ہوکر اسے متحرک کردیتے ہیں۔ الفاظ اور خیال کا وہی تعلق ہے۔ جو چراغ کی روشن بتی کو لو سے ہوتا ہے۔ یہ ایک ہی صورت کے تاریک اور روشن پہلو ہیں۔ غور فرمایا آپ نے کہ ارنڈی کا تیل روئی کی بتی میں ارتقائی عمل کرتے ہوئے منزل نور تک جا پہنچی۔ اس لئے کہ نور کی تعریف بھی تو یہ ہے۔ کہ وہ خود بھی عیاں ہو۔ اور جس شے پر محیط ہو۔ اس شے کو بھی بے نیاز اسرار کردے۔

اور نور کی تعریف ارنڈی کے تیل پر صادق آتی ہے۔ الفاظ اور خیال بھی تو انسانی زندگی کے جاگتے ہوئے مادے کے تراکیبی اظہار کا نام ہے۔ لیکن ہم سطحی مشاہدے کی بنیاد پر یہ باور کرلیتے ہیں کہ خیال مادے پر اثر انداز ہوکر مادے میں حرکت کا باعث ہوا ہے۔ حالانکہ اصل سوال یہ ہے۔ کہ یہ سراغ لگایا جائے۔ کہ خیالات کا ماخذ اصلی اور لعبدہ دوامی کیا ہے۔ اس سوال کے تشفی بخش جواب ہی میں مادے اور قوت کی بحث و تنازع کا راز مضمر ہے۔ ایک آدمی جس کے سوچنے کا انداز غیر سائنسی ہو۔ خیال کو غیر مادی اس لئے تصور کرتا ہے، کہ وہ خارج سے داخل تک لے جانے والے انتقامی اور درمیانی واسطے کو غیر شعوری طور پر نظر انداز کردیتا ہے۔ اگر انسان کو اس درمیانی واسطے اور ربط و انضمام کا تعقل ہوجائے۔ تو پھر خیال کو مادے کا عکس لطیف ہوجانا اس کے لئے پریشانی نہیں بلکہ عین صداقت ہوجائے۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ر اپریل ۱۹۵۶ء)

ہم نے یہ طویل اقتباس اس لئے دیا ہے۔ کہ حکیم صاحب کا پورا استدلال سامنے آجائے۔

اگر آپ کے اس استدلال کو صحیح مان لیا جائے کہ انسانی شعور بھی مادہ ہی کی ایک لطیف صورت ہے۔ تو آپ کے ان تجربات سے یہ کس طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ بغیر مادہ کے شعور ہو سکتا ہی نہیں۔ اور قوت کی صرف ایک ہی واحد صورت ہے۔ جس کا تعلق مادہ سے ہے۔ اس کے علاوہ قوت ہو سکتی ہی نہیں۔ اور کوئی ایسا وجود نہیں ہو سکتا، جو مادہ سے (اپنی تمام کثیف و لطیف صورتوں کے ساتھ) بالکل الگ وجود رکھتا ہے۔ اور جو مادہ کو (اپنی تمام کثیف و لطیف صورتوں کے ساتھ) پیدا کرتا ہے۔ اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق تغیر و تبدل پر مجبور کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے:۔

وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرھا وظلالھم بالغدو والاصال۔ قل من رب السموات والارض قل اللہ۔ (رعد ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے۔ خوشی یا جبر سے اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہے۔ اور ان کے سائے بھی صبح و شام سجدے کرتے ہیں۔ اے مخاطب ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے۔ تم انہیں بتاؤ کہ اللہ۔

سوال یہ ہے۔ کہ یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ یہ کائنات جس میں کثیف سے کثیف اور لطیف سے لطیف محسوس ہونے والے مظاہر موجود ہیں۔ یہ سب مادہ کی شکلیں ہیں۔ یہ بھی مان لیا جائے کہ انسان کا خیال بھی مادہ ہی کی شکل ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ کہ روح مادہ ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ صحیح مان لیا جائے۔ پھر بھی سوال یہ رہتا ہے۔ کہ یورش صاحب کے پاس کیا ثبوت ہے، کہ یہ تمام کائنات مخلوق نہیں ہے۔ اس کا کوئی خالق نہیں ہے۔ بلکہ یہ اپنے آپ چل رہا ہے؟

جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں فرمایا ہے۔ روح جس کے مظاہر شعور وغیرہ ہیں، مادہ ہی کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ آسمان یا کہیں باہر سے نہیں آتی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"پھر میں پہلی بات کی طرف رجوع کرکے بیان کرتا ہوں۔ کہ یہ بات نہایت درست اور صحیح ہے۔ کہ روح ایک لطیف نور ہے۔ جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہوجاتا ہے۔ جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ پیدا ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ اول مخفی اور غیر محسوس ہوتا ہے۔ پھر نمایاں ہوجاتا ہے۔ اور ابتداء اس کا خمیر نطفہ میں موجود ہوتا ہے۔ بے شک وہ آسمانی خدا کے ارادہ سے اور اس کے اذن اور اس کی مشیت سے ایک مجہولی رنگ میں نطفہ کے ساتھ نطفہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور نطفہ کا وہ ایک روشن اور نورانی جوہر ہے۔ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ نطفہ کی ایسی جزو ہے۔ جیسا کہ جسم جسم کی جزو ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ باہر سے آتا ہے۔ یا زمین پر گر کر نطفہ کے مادے سے آمیزش پاتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا نطفہ میں مخفی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔ خدا کی کتاب کا یہ منشا نہیں ہے۔ کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ یا فضا سے زمین پر گرتی ہے۔ اور پھر کسی اتفاق سے نطفہ کے ساتھ مل کر رحم کے اندر چلی جاتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں ٹھیر سکتا۔ اگر ہم ایسا خیال کریں۔ تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ گندے اور باسی کھانوں میں اور گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ میلے کپڑوں میں صدہا جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ انسان کے پیٹ کے اندر بھی کدو دانے وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اب کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ باہر سے آتے ہیں۔ یا آسمان سے اترتے کسی کو دکھائی دیتے ہیں۔ سو صحیح بات یہ ہے۔ کہ روح جسم ہی سے ہی نکلتی ہے۔ اور اسی دلیل سے اس کا مخلوق ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

روح کی دوسری پیدائش

اب اس وقت ہمارا مطلب اس بیان سے یہ ہے۔ کہ جس قادر مطلق نے روح کو قدرت کاملہ کے ساتھ جسم ہی سے ہی نکالا ہے۔ اس کا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روح کی دوسری پیدائش کو بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ظہور میں لاوے۔ روح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں۔ جس طرف ہم جسم کو کھینچتے ہیں۔ روح بھی بالضرور پیچھے پیچھے کھینچی چلی آتی ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۳، ۲۴)

اس طرح جو کچھ حکیم یورش صاحب منوانا چاہتے ہیں۔ کہ شعور وغیرہ مادہ ہی کی کیفیت ہے۔ اور قوت اور مادہ الگ الگ نہیں ہیں ہم اس کو نہ صرف فرض کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس کو حقیقت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں مگر سوال تو باقی وہی رہتا ہے۔ جو ہم نے اوپر کیا ہے کہ اس سب کچھ کو صحیح مان لینے کے باوجود یہ کس طرح ثابت ہوگیا۔ کہ مادہ اور روح مخلوق نہیں۔ اور ان کا کوئی خالق نہیں۔ جو ازلی و ابدی ہے۔ اور جس کی تمام صفات بھی ازلی و ابدی ہیں۔ اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس طرح چاہتا ہے مادہ اور اس کی قوتوں سے کام لیتا ہے

(باقی صفحہ ۵ پر)

قسط ۱۲

416

مسلمانوں کی سیاسی و ملّی بہبودی کیلئے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی بے لوث مساعی

رمضان المبارک میں مسلمان قیدیوں کے لئے حکومت سے خاص مراعات ۔ سود کو جائز قرار دینے کی مخالفت

— (شیخ) خورشید احمد —

مسلمان قیدی اور رمضان المبارک

اس مضمون کی ایک گزشتہ قسط میں مختصراً یہ ذکر آ چکا ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے رمضان المبارک میں مسلمان قیدیوں کے لئے مناسب سہولتیں مہیا کرنے کے سوال پر وائسرائے ہند سے اپنے سیکرٹری کی معرفت خط و کتابت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں حکومت ہند نے قیدیوں کے لئے متعدد مراعات اور سہولتیں مہیا کرنے کا انتظام کیا۔

وائسرائے ہند کو خط

اس سلسلہ میں مئی ۱۹۳۲ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایڈیشنل سیکرٹری نے مندرجہ ذیل خط وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام لکھا:۔

"جناب من: مفصلہ ذیل عرضداشت حضور وائسرائے بہادر کی خاص توجہ مبذول کروانے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ موجودہ واقعات ہند کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری ان تجاویز پر ہز ایکسیلنسی ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

ماہ رمضان المبارک غالباً ۲۸ اپریل ۱۹۳۲ء کو شروع ہوگا۔ اس ماہ مبارک میں مسافروں اور بیماروں کے سوائے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ ایک طرف ماہ رمضان میں طلوع صبح سے لے کر غروب شمس تک کھانے پینے سے بکلی پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ دوسری طرف روزانہ عبادات کے علاوہ مزید عبادات کا حکم ہے۔ مسلمان اس مہینہ میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے دلوں کو پاک کریں۔ اور پوری طرح اسلامی احکام بجا لائیں۔ اور اپنے تعلقات کو خداوند کریم سے مستحکم کریں۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو حسب استطاعت بچائے رکھیں۔ لہٰذا ماہ رمضان المبارک ان روزہ داروں کے لئے جو پوری طرح احکام کی تعمیل کرتے ہیں اخلاقی اور روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ مسلمان قیدی بھی قانون روزہ داری سے مستثنیٰ نہیں رکھے گئے۔ . . . . . اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند مفصلہ ذیل احکام صادر کرے۔

(۱) سارے قیدیوں کو خواہ وہ پولیٹکل ہوں یا دوسرے جو بھی روزہ رکھنا چاہیں انہیں سحری کے وقت ۲ بجے سے لے کر ۴ بجے تک اور شام کو فوراً سورج غروب ہونے پر کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔

(۲) رمضان المبارک میں ان کو مشقت سے تعطیل دی جائے۔ یا زیادہ سے زیادہ برائے نام مشقت لی جائے۔

(۳) اسلامی جماعتوں اور سوسائٹیوں کو لکھا جائے۔ کہ وہ حافظ قرآن مہیا کریں تاکہ وہ نماز تراویح میں ساڑھے آٹھ بجے سے لے کر ساڑھے دس بجے شام تک انہیں قرآن کریم سنائیں۔

دوسری تجویز کے متعلق خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ ماہ رمضان میں مشقت جیل سے تعطیل قیدیوں کے لئے عملی طور پر آرام دہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ روزہ رکھنا اور عبادات میں مشغول ہونا خود کافی مشقت ہے۔ اس لئے بحالت روزہ دار ہونے کے مشقت جیل بالکل ناقابل برداشت ہوگی پس رمضان شریف میں مشقت سے تعطیل درحقیقت تعطیل نہیں ہے۔ جس سے قیدیوں کو آرام ملے گا۔ بلکہ تکالیف روزہ قیدیوں کی جسمانی اور اخلاقی حالت کی ترقی کا بہتر ذریعہ ہو جائیں گی۔ اور کسی طرح بھی یہ تجویز جیل خانہ کی حکمت عملی کے منافی نہیں ہو سکتی۔

تیسری تجویز کے متعلق کہ دو گھنٹوں کے لئے کسی حافظ قرآن کو احاطہ جیل میں نمازی مسلمان اہلکاروں کی موجودگی میں اجازت دینا جیل خانہ کے انتظام میں خلل انداز متصور نہیں ہو سکتا۔

اگر حضور وائسرائے بہادر ان تجاویز سے متفق ہو جائیں گے۔ اور ان کے مطابق احکام کا اجرا ہو کر سرکاری طور پر اس کی اشاعت کر دی جائے گی۔ تو مسلمانان ہند خصوصیت سے گورنمنٹ کے شکر گزار ہوں گے۔"

ایڈیشنل سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ قادیان

(الفضل ۲ مئی ۱۹۳۲ء)

حکومت ہند کا سرکلر

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے اس خط کے نتیجہ میں حکومت ہند کو اس مسئلہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس نے صوبائی حکومتوں کو ایک سرکلر کے ذریعہ لکھا کہ وہ رمضان میں مسلمان قیدیوں کے لئے مناسب سہولتیں مہیا کریں۔ اس سرکلر کی اطلاع اس نے حضرت امام جماعت کو بھی دی۔ اس طرح جماعت احمدیہ کی مساعی کی بدولت مسلمان قیدیوں کو اپنے مذہبی فرائض سرانجام دینے کا موقعہ میسر آیا۔

مسلمان جرائد کا اعتراف

جماعت کی اس کامیاب مساعی کا مسلمان جرائد نے اعتراف کیا۔ چنانچہ ایک اخبار نے لکھا کہ:۔

"ہم قادیانی فرقہ کے امام صاحب کے ممنون ہیں۔ جن کی کوششوں سے مسلمان قیدیوں کو روزہ رکھنے اور عبادات بجا لانے کی آزادی حاصل ہوئی۔" (مشرق گورکھپور ۲۳ جولائی ۱۹۳۲ء)

سودی لین دین اور قومی ترقی

۱۹۳۲ء میں ہی مسلمانوں کے بعض مغربیت سے مرعوب زدہ حلقوں نے سودی لین دین کو جائز قرار دینے کی کوششیں شروع کیں۔ اور وہ یہ پروپیگنڈا کرنے لگے کہ

"اگر قوم نے ترقی کرنی ہے تو سودی لین دین کے بغیر چارہ . . . . . . قرآن کریم احادیث و فقہا کے اقوال کی رو سے سود جائز ہے۔"

(مسئلہ سود اور مسلمانوں کا مستقبل از سید طفیل احمد صاحب سہارنپوری)

صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ پروپیگنڈا اسلامی تعلیم اور اس کی خصوصیات پر تبر رکھنے کے مترادف تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسلام مغربیت کے آگے ہتھیار ڈال دے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلامی مجاہدات میں سے روزہ رکھنا بھی ایک مجاہدہ ہے

"خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز روزہ زکوٰۃ صدقات۔ حج۔ اسلامی دشمن کا ذب اور دفع خواہ سیفی ہو خواہ قلمی یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان میں کوشش کریں۔ اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے رہتے ہیں۔ اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنے ایسا نہیں چاہیئے۔ کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے۔ بلکہ ایسا کرنا چاہیئے۔ کہ نفلی روزہ کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔"

(بدر ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

سود قومی ترقی کے لئے ہرگز ضروری نہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ [تعالیٰ] نے اس تحریک کے خلاف بھی آواز اٹھائی اور واضح فرمایا کہ قومی ترقی کے لئے سودی لین دین ہرگز ضروری نہیں۔ چنانچہ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ

"اگر سود نہ لیا جائے تو قوم کس طرح ترقی کر سکتی ہے"

آپ نے فرمایا:۔

"سود سے تو ضعیف قوم بجائے ترقی کے گرتی ہے۔۔۔۔ اسلامی حکومتیں تو سود سے ہی گری ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ طاقتور اقوام نے کمزور اقوام کو سود لینے پر مجبور کیا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئیں۔۔۔۔۔ ایران ہو یا کوئی اور کمزور حکومت۔ وہ کبھی سودی روپیہ کی بنا پر ترقی کی امید نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس سے قرض دینے والی حکومت کو ہی فائدہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ روپیہ دیگی تو کچھ شرائط بھی پیش کرے گی جن کو قرض لینے والی سلطنت کو اپنی ضرورت کی وجہ سے ماننا پڑیگا۔ ۔۔۔۔۔۔ لکھنؤ کی ریاست سود کی بدولت ہی گئی۔ وہاں کے امراء کو سود کا لالچ دیا گیا اس پر انہوں نے بنک میں روپیہ داخل کر دیا جس کا سود آتا رہا۔ مگر جب انگریزوں نے چڑھائی کی تو امراء کو کہہ دیا کہ اگر تم اٹھے تو تمہارا روپیہ ضبط ہو جائے گا۔ اسی ڈر سے وہ خاموش رہے اور نہایت خاموشی سے بغیر لڑائی کے بادشاہ سلامت پکڑ کر کلکتہ پہنچا دیئے گئے۔ پھر جو سودی روپیہ دیتے ہیں وہ عام کسٹمز پر قانوناً قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنی درآمد پر کم اور اس ملک کی پیداوار پر زیادہ محصول لگا دیتے ہیں۔ جس سے اس ملک کی تجارت گر جاتی ہے۔ پس یہ خیال غلط ہے۔ کہ تجارت بغیر سود کے چل ہی نہیں سکتی۔ آخر عرب بھی تو تجارت کرتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ اسلام دنیا میں لوگوں کو اتنا دولت مند بنانا نہیں چاہتا کہ دوسرے لوگ غریب اور مفلس رہنے پر مجبور ہوں۔ مگر یورپ کے موجودہ طریق کا نتیجہ یہ ہے کہ مفلس حد سے زیادہ مفلس ہیں۔ اور امیر حد سے زیادہ امیر۔ اسلامی شریعت اگر رائج ہو اور اسلام کی حکومت ہو تو جس قدر اعتراض سود کی وجہ سے اب پیدا ہوتے ہیں۔ وہ سب دور ہو جائیں۔ کیونکہ اسلام صرف سود کو ہی بند نہیں کرے گا۔ بلکہ تمام نظام کو تبدیل کر دے گا۔ اور وہ باتیں جو سود کے چھوڑنے کی وجہ سے مشکل اور ناممکن نظر آتی ہیں۔ آسان ہو جائیں گی۔"

(الفضل ۱۹ جون ۲۲ء)

ٹرکی کو سود پر قرض دینے کی تحریک

مسلمانوں میں سودی لین دین اختیار کرنے کی تحریک کئی مرتبہ اٹھی اور اچھے اچھے بااثر حلقوں کی طرف سے اٹھی مگر جماعت احمدیہ نے ہر موقع پر سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی۔ اور مسلمانوں پر واضح کیا کہ ایسا کرنا مذہبی اور قومی لحاظ سے مسلمانوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا۔

چنانچہ ۱۹۲۱ء میں جب یہ خبر شائع ہوئی کہ

"مجلس مرکزیہ خلافت ہند کے اجلاس دہلی میں ایک نہایت اہم معاملہ زیر بحث لایا جائے گا۔ سیٹھ چھوٹانی اور سر آغا خاں کی طرف سے ایک برقی پیام مجلس مذکور کو موصول ہوا ہے جس میں مسلمانان ہند سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ تیس کروڑ روپیہ کی رقم آٹھ فیصدی سود پر ٹرکی سلطنت کے اعتماد پر حکومت ٹرکی کو قرض دے دیں"۔ (وکیل امرتسر ۱۳ ستمبر ۱۹۲۱ء)

تو جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل نے سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور لکھا کہ

"اس خبر کو پڑھ کر ہماری حیرانی کی حد نہ رہی وجہ یہ کہ مستدعی صاحبان بھی مسلمان ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ مسلمانان ہند کے مسلمہ لیڈر اور جن سے استدعا کی گئی ہے۔ وہ بھی مسلمانان ہند۔ اور ٹرکی کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کے مدعی۔ پھر جن کے لئے استدعا کی گئی ہے۔ وہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کے جان نثار خادم" ۔۔۔۔۔ ان کو سودی قرض دینے کا کیا مطلب؟ ۔۔۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ سود لینا خدا سے جنگ کرنا ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کیا مسلمانان ہند یونانیوں کے مقابلہ میں خدا سے جنگ کرنا آسان سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ مسلمان اگر فی الواقع ٹرکی سے ہمدردی رکھتے اور اس وقت اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بطور امداد اس کے لئے روپیہ مہیا کرنا چاہیئے۔ اگر یہ نہیں تو قرض حسنہ کے طور پر روپیہ دینا چاہیئے نہ کہ آٹھ فی صدی شرح سود پر۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے قرض سے ٹرکی کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسلام نے جس طرح سود لینا ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح سود دینے سے بھی منع کیا ہے۔ اگر ٹرکی اس حکم کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ تو ایسا قرض اس کے لئے برکت اور نفع کا موجب کس طرح ہو سکے گا"؟

(الفضل ۲۲ ستمبر ۲۱ء)

جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ

جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اس نے ذاتی مفاد کا خیال رکھے بغیر ہر موقع پر سودی لین دین میں حصہ لینے سے سختی کے ساتھ انکار کر دیا۔ صرف ایک مثال عرض ہے جبکہ ۱۹۱۸ء میں حکومت ہند نے سود پر قرضے کا اعلان کیا۔ اور ملک کے تمام طبقوں سے اس میں حصہ لینے کی اپیل کی۔ جماعت احمدیہ نے اس موقعہ حکومت ہند کو لکھا کہ وہ اس میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ ہمارا قرض بلا سود شمار کیا جائے۔ چنانچہ جب حکومت ہند نے بلا سود قرض لینا منظور کیا۔ تو پھر جماعت نے اس میں حصہ لیا۔

(ملاحظہ ہو الفضل ۲۲ ستمبر ۲۱ء)

(باقی)

مصباح کے متعلق

رسالہ مصباح کو آپ کے علمی مذہبی۔ اقتصادی ادبی معاشرتی ٹھوس معلومات کی سخت ضرورت ہے۔ یہ آپ کا قومی اخبار ہے۔ اس سے تعاون کرنا آپ کا قومی فرض ہے۔ نیز اسکی اشاعت میں ہر ممکن کوشش کرنا آپ کا اولین فرض ہے۔ امید ہے کہ تمام احمدی بہنیں اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے پورا پورا تعاون فرماویگی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مدیرہ مصباح ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آف یوگنڈا مشرقی افریقہ کے صاحبزادے حمید احمد صاحب آج کل میڈیکل کی تعلیم انگلستان میں حاصل کر رہے ہیں۔ انکا امتحان جون ۵۶ء میں ہونے والا ہے۔ احباب کرام و درویشان قادیان و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شاندار کامیابی عطا فرمائے۔

خاکسار عبدالمجید خاں
کارکن رشد و اصلاح ربوہ

جنّوں کی حقیقت

(۱)

(از مکرم قاضی علی محمد صاحب خطیب جماعت احمدیہ سیالکوٹ)

جنوں کا تصور عوام میں

عوام میں جنوں کے متعلق کئی بے سرو پا قصے اور عجیب و غریب داستانیں مشہور ہیں۔ اکثر سننے میں آیا کرتا ہے۔ کہ فلاں مرد کو جن کا سایہ ہو گیا۔ فلاں عورت پر جن نے قابو پا لیا۔ پھر جنوں کو نکالنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں۔ اور عجیب و غریب تدابیر سے جن کو نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ایک جاہلانہ خیال ہے۔ کہ کوئی جن انسان کے وجود میں گھس کر اسکی زبان اور دیگر اعضاء پر اسی طرح قبضہ جمالے۔ کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کا تصرف انسان کے وجود پر ہے۔ یہ ایک کھلا ہوا مشرکانہ عقیدہ ہے۔ ایک کثیر حصہ خود مسلمانوں کا اس جہالت میں مبتلا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ میری ہمسائیگی میں ایک جوان بیوہ لڑکی ہسٹیریا کی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ دورے پر دورے پڑنے لگے۔ گھر والوں نے سمجھا۔ جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ فوراً ایک مولوی صاحب کو بلایا گیا۔ انہوں نے آتے ہی فرمایا۔ کہ اس پر جن کا قبضہ ہے۔ پھر لگے جن نکالنے کی تدبیریں کرنے۔ منتر پڑھے گئے۔ تعویذ اور بتیاں جلائی گئیں۔ مرچوں کی دھونی دی گئی۔ لوہے کے چمٹے سے بیچاری کو پیٹا گیا۔ حضرت سلیمان کی دہائی دی گئی۔ نہ معلوم وہ کیسا سخت قسم کا جن تھا۔ کہ اتنی مار کھانے پر بھی نہ نکلا۔ اور کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر تھک ہار کر گھر والوں نے مولوی صاحب کو نذر و نیاز دے کر رخصت کر دیا۔ اس عرصہ میں مجھے بھی اس واقعہ کا علم ہو گیا۔ میں نے اس لڑکی کی ماں کو بلا کر کہا۔ کہ تم بڑی ظالم اور بے غیرت ماں ہو۔ اپنی جوان لڑکی کو اپنے سامنے ایک غیر مرد سے روزانہ پٹواتی ہو۔ اور پاس کھڑی تماشا دیکھتی ہو۔ کہنے لگی۔ کچھ سوجھتا نہیں۔ لڑکی کو جن کا سایہ بتاتے ہیں۔ میں نے کہا فوراً لڑکی کا نکاح کر دو۔ چنانچہ اس نے خاوند سے مشورہ کر کے چند دن میں لڑکی کا نکاح کر دیا۔ اب چار سال سے زائد کا عرصہ ہو رہا ہے۔ خدا معلوم وہ جن کہاں غائب ہوا۔ اور ایسا غائب ہوا۔ کہ اب تک اس کا کوئی پتہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اس جہالت نے سخت نقصان پہنچایا ہے۔ محدود عقل کا انسان کہاں تک اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کا احاطہ کر سکتا ہے۔ بہتیری ایسی بیماریاں بھی ہیں۔ جو اب تک انسان کے حدود فکر میں نہیں آسکیں۔ صرف ایک ہسٹیریا کے مرض میں ہی مریضوں کی عجیب و غریب اور حیران کن حالتیں دیکھی گئی ہیں۔ بالخصوص عورتوں میں۔ کہ کوئی روتی ہے۔ تو کوئی ہنستی ہے۔ کوئی چپ ہے۔ تو کوئی شور مچاتی ہے۔ کوئی مجسمۂ حیا بنی بیٹھی ہے۔ تو کوئی ڈنڈا لے کر لوگوں کے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے۔ اور اس قدر جوش میں ہے۔ کہ دس آدمی بھی بڑی مشکل سے سنبھال سکتے ہیں جاہل لوگ اس مرض کو جن کا سایہ قرار دیکر بجائے علاج کرانے کے اسے حاضرات کرنے والوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جو مریض کی حالت کو مزید خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔

تمام مخفی مخلوق پر جن کا اطلاق

جنوں کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ اور قرآن شریف سے ان کا وجود ثابت ہے کارخانہ قدرت کا نظام اور اس کا انحصار صرف محسوسات اور مرئیات تک ہی محدود نہیں۔ غیر مرئی اور غیر محسوس مخلوق کی بھی ایک دنیا موجود ہے۔ اس کا انکار حماقت اور نادانی ہے۔ جوں جوں علم سائنس ترقی کر رہا ہے۔ بہت سی ایسی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ جن کو آج سے پہلے تسلیم کرنا مشکل تھا۔ خورد بین اور دور بین کی ایجاد نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کرۂ ہوائی بھی زمین کی طرح بے شمار قسم کے جانداروں سے بھرپور ہے۔ اور کہیں تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ یہی حال پانی کا ہے۔ پانی کے ایک قطرہ میں خورد بین کے ذریعے بے شمار جانوروں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ جن کو انسانی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی انواع کی حد بندی محال ہے۔

ایسا ہی جنوں کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ جو انسانی نظروں سے پنہاں ہیں۔ کیونکہ ان کی مادی ترکیب نہایت ہی لطیف اور ان کی بناوٹ غایت درجہ شفاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ظاہری آنکھوں سے انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن محض اس بناء پر کہ وہ نظر نہیں آتے۔ ان کا انکار بھی حماقت اور نادانی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن کا لفظ عربی لغت میں وسیع معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو صرف ایک ہی معنی میں محدود کرنا مناسب نہیں ہے۔

جن کی تشریح بلحاظ لغت عربی

جن کا لفظ جَنَّ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں ڈھانک لینا یا پوشیدہ کرنا۔ ان معنوں کے پیش نظر ذیل کی مثالیں ملاحظہ ہوں:۔ ✲

✲ (۱) جَنَّۃ۔ بہشت۔ جس کا قرآن شریف میں بکثرت ذکر ہے۔ اور وہ آخرت میں نیک لوگوں کا ٹھکانا ہے۔ چونکہ اس کی نعمتیں انسانی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اسی لئے اس کے لئے جنّۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(۲) جُنّۃ۔ ڈھال کو اس لئے جُنّہ کہتے ہیں۔ کہ وہ انسان کو تلوار کے حملہ سے پوشیدہ کر کے محفوظ کر لیتی ہے۔

(۳) جنین۔ اس بچہ کو کہتے ہیں۔ جو ابھی ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو۔

(۴) جِنّ۔ انسان کی نظر سے پوشیدہ مخلوق۔ خواہ اسکی پیدائش آگ سے ہو یا مٹی سے۔ ہوا سے ہو یا پانی سے۔

(باقی)

بقیہ لیڈر

(صفحہ ۲ سے آگے)

محض یہ جان لینے سے کہ مادہ ہے اور اس کی یہ یہ قوتیں ہیں۔ اور اس کی یہ یہ صورتیں اور شکلیں ہیں۔ اور اس اس طرح فلاں چیز اپنی شکل اختیار کرتی ہے۔ کبھی وہ زندگی کا تیل ہوتا ہے۔ پھر کیمیائی عمل سے وہ لو کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور اپنی روشنی سے اپنے ماحول کو منور کر دیتی ہے۔ اسی طرح انسان پہلے نطفہ ہوتا ہے۔ پھر رحم میں وہ بڑھتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس کا شعور بھی ترقی کرتا ہے۔ اور پھر وہ بچے سے بڑا ہو کر بڑا عقلمند بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ مادہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ درست ہے۔ لیکن مادہ اور اس کی قوتیں خود بخود موجود ہو گئی ہیں۔ اس سے یہ کس طرح نکلتا ہے؟

سائنس اور جدید فلسفہ نے خود اپنے حدود مادہ اور اس کی قوتوں تک مقرر کیئے ہیں۔ اس سے آگے وہ نہیں جانتے۔ اس لیئے جدید سائنس اور فلسفہ مابعد الطبعیاتی دنیا کے متعلق کوئی علم حکیم یورش صاحب کو نہیں دے سکتے۔ اور نہ کسی اور کو دے سکتے ہیں۔ اس لیئے اس کے متعلق اس نقطۂ نظر سے بحث کرنا یا اس سے انکار کرنا علم کی نہیں بلکہ جہالت کی نشانی ہے۔ عقلمندی کا نہیں بلکہ بے وقوفی کا ثبوت ہے۔

البتہ ایک حقیقی سائنسدان اور ایک جدید فلسفہ کا ماہر یہ ضرور سوچ سکتا ہے۔ کہ اگر مادہ کے علاوہ کوئی ہستی موجود نہیں تو فلاں چیز اس طرح کیوں بنی ہے۔ جس طرح وہ ہے۔ مثلاً گائے سے گائے ہی کیوں پیدا ہوتی ہے۔ بکری کیوں پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک ہی زمین میں بینگن کا بیج بینگن اور آم کی گٹھلی آم ہی کیوں پیدا کرتی ہے۔ ایک تلخ اور دوسرا میٹھا۔ الغرض دنیا کی یہ رنگا رنگی کیوں ہے؟ اگر مادہ ایک ہی ہے۔ تو وہ مختلف عمل کیوں کرتا ہے۔ مادہ ایک۔ فضا ایک۔ وقت ایک پھر یہ بوقلمونی کیوں ہے؟ سوال وہی ہے۔ جو ہم نے شروع میں پیش کیا تھا۔ جب لکڑی ایک ہے۔ تو میز کیوں بنی؟ کرسی یا وارڈ روب کیوں نہیں بنے؟ اس کا جواب صرف ایک اور صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ کہ کاریگر کی ”مرضی“ دیکھئے یہ مرضی باہر سے آئی ہے۔ لکڑی کے اندر سے نہیں نکلی۔ لکڑی میں یہ صلاحیت رکھی گئی ہے۔ کہ کوئی کاریگر اس سے چاہے میز بنالے چاہے کرسی بنالے۔ چاہے وارڈ روب بنالے۔ لیکن باہر سے کوئی ”مرضی“ جب تک نہ ہو۔ میز میز نہیں بن سکتی۔ اور نہ کرسی کرسی بن سکتی ہے۔ اسی طرح جب تک مادہ کی صلاحیتوں پر باہر سے کوئی ”مرضی“ اثر انداز نہ ہو۔ گائے گائے اور بکری بکری۔ انسان انسان۔ بینگن بینگن اور آم آم نہیں بن سکتے۔

ایک حقیقی سائنسدان ایک حقیقی فلسفی بھی غور و خوض سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ مابعد الطبعیاتی وجود ان کے احاطہ فکر و غور سے باہر ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اور مادہ سے باہر کسی ”مرضی“ کے ”ہونا چاہیئے“ کے درجہ تک علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر محکم ایمان کے لیئے اتنا علم کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایسے وجود کا پورا علم تجربہ اور مشاہدہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایسی ”مرضی“ کا وجود فی الواقعہ ”ہے“!

(باقی)

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری کے لئے درخواست دعاء

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائل پوری جن کے تحقیقی اور بلند پایہ مضامین اکثر قارئین الفضل پڑھتے ہیں۔ عرصہ پانچ سال سے ”Fistula“ میں مبتلا ہیں۔ پانچ اپریشن ناکام رہے ہیں۔ اب چھٹا اپریشن مورخہ ۲۵ ؍ ۵۶ء کو مکرم ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے کیا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان دیار حبیب و صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دردمندانہ دعاؤں کی التجا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے کامل صحت عطا فرمائے۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور ان کا ادا نہ کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کیلئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔

صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آجکل صدقۃ الفطر عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس چندہ کی ادائیگی عید سے کم از کم تین چار روز پہلے ہونی چاہئیے۔ تا بیواؤں اور یتیموں کو اس رقم سے طعام اور لباس سے امداد کی جا سکے اور ان لوگوں کی دعائیں آپ لوگوں کے لئے بخشش کا موجب ہوں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو جو اس صدقہ کا مستحق ہو۔ یا مقامی احباب میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔ اس رقم کو دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ ربوہ کے گردونواح میں غلہ کی اوسط قیمت چودہ پندرہ روپے من ہے اس کے مطابق ایک صاع کی قیمت ایک روپیہ بنتی ہے۔ پس فطرانہ کی پوری شرح ایک روپیہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

ماہنامہ خالد کا مسیح موعود نمبر

حسب وعدہ انشاء اللہ تعالیٰ ادارہ خالد کی طرف سے یکم مئی کو مسیح موعودؑ نمبر پیش کیا جائے گا۔ اس نمبر کو اپنی کم مائیگی کے باوجود نہایت خوبصورت اور جامع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہایت شاندار فوٹو زیب رسالہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی تصویر ہے۔ اس کے علاوہ لنڈن میں قیام کے دوران میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک رنگین تصویر جو بڑی مشکل سے تیار ہوئی ہے۔ رسالہ میں دی جا رہی ہے۔ حضور کے سفر یورپ کی ایک اور تصویر جو البم میں شائع نہیں ہوئی تھی وہ بھی رسالہ میں دی جا رہی ہے۔ رسالہ عام نمبروں کے لحاظ سے دوگنا حجم رکھتا ہے۔ عام خریداروں کو زائد قیمت کے بغیر دیا جائے گا۔ جو احباب اس دوران میں سالانہ قیمت ۸/لہ روپے بھجوا دیں گے۔ انہیں بھی اسی قیمت میں یہ نمبر دیا جائے گا۔ صرف اس نمبر کی قیمت ۱۲/ ہے۔

چونکہ یہ خاص نمبر ہے اس لئے جو دوست رجسٹری منگوانا چاہیں وہ لہ کے ٹکٹ ارسال کر دیں ورنہ رستہ میں رسالہ کے ضائع ہونیکا خطرہ ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

ولادت

میرے چچا محمد عبد اللہ صاحب مہر کے ہاں خدا تعالیٰ نے ۲ لہ ۵۶ کو دوسرا فرزند عطا فرمایا احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین

عطاء اللہ ولد اللہ بخش ریلوے گارڈ خانپور ضلع رحیم یارخاں

سیکرٹریان مال کی توجہ کیلئے

تمام سیکرٹریان مال اپنی اپنی جماعت کے ہر بقایا دار کو پندرہ مئی تک اس کا حساب دے دیں۔ اور اگر چھ ماہ کے بعد بقایا صاف نہ کریں یا مہلت حاصل نہ کریں تو تعزیری کارروائی کی جائے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

ضروری اعلان

مالی سال رواں کے آخری چند ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ لہذا صدران جماعت و سیکرٹریان مال چندہ جات وصول کرنے میں پوری جدوجہد سے کام لیں اور وصول شدہ رقم جلد از جلد مرکز میں ارسال فرمائیں۔ کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ ارسال شدہ رقم ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ ہو جائے تاکہ بجٹ سال رواں میں محسوب ہو سکے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

محررین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے دفاتر میں محررین کی ضرورت رہتی ہے۔ ایسے نوجوان جو خدمت دین کا شوق رکھتے ہیں وہ اپنی درخواست جو حسب ذیل کوائف پر مشتمل ہو ۸ مئی ۱۹۵۶ء تک ناظر بیت المال کے نام ارسال فرمائیں۔ نیز امتحان و انٹرویو کے لئے ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء کو بوقت ۷ بجے صبح نظارت بیت المال میں تشریف لائیں۔ آسامی خالی ہونے پر پاس شدہ امیدواران کو ترجیح دی جائے گی۔ جنہیں امتحانی زمانہ میں ۵۰/ روپے تنخواہ اور ۱۰/ روپے مہنگائی الاؤنس دیا جائیگا۔ تسلی بخش کام کرنے کی صورت میں افسر متعلقہ کی سفارش پر ۴۰-۳-۵۰ کے گریڈ میں مستقل ہو سکیں گے جو امیدوار اس وقت مختلف نظارتوں میں کام کر رہے ہیں اور انہوں نے کمیشن کا امتحان پاس نہیں کیا ان کے لئے بھی درخواست کا دینا ضروری ہے۔ ورنہ بغیر امتحان پاس کئے وہ مستقل نہ ہو سکیں گے جملہ امیدواروں کے لئے کاغذ قلم دوات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

۱۔ نام امیدوار معہ مکمل پتہ۔
۲۔ ولدیت۔
۳۔ تعلیمی قابلیت۔
۴۔ تاریخ پیدائش معہ حوالہ سند
۵۔ سابقہ تجربہ بصورت ملازمت اگر ہو
۶۔ جسمانی صحت کے متعلق ڈاکٹری سرٹیفکیٹ۔
۷۔ سابقہ چال چلن۔ دیانت۔ اخلاص اور دینی حالت کے متعلق امیر جماعت یا پریذیڈنٹ اور خدام کی تصدیق۔
۸۔ متفرق قابل ذکر امور۔
۹۔ بزرگان سلسلہ کی سفارش۔

(نظارت بیت المال ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میری والدہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ اور درویشان قادیان سے دردمندانہ درخواست دعا ہے (عبد الباسط لاہور)

(۲) خاکسار نے امسال ایف۔ اے کا امتحان دیا ہے۔ احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ملک مبارک احمد ٹیکنیکل سپروائزر واہ کینٹ

(۳) بندہ امسال جے وی کا امتحان دے رہا ہے۔ جملہ احباب جماعت بندہ اور دیگر احمدی طلباء کے لئے جو شامل امتحان ہیں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ اقبال احمد گورنمنٹ نارمل سکول مظفرگڑھ

(۴) میری بیٹی بلقیس بیگم عمر ۲ سال بعارضہ فالج بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو صحت عطا فرمائے۔ آمین محمد شفیع کلرک ڈیرہ حیات ونی

(۵) میری والدہ محترمہ کا اپریشن ہوا ہے احباب کرام صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ محمود احمد ہکا آڑھتی غلہ منڈی تلی پور گکھلواں مظفرگڑھ

(۶) عاجز کی لڑکی اور لڑکے نے امتحان دے رکھا ہے۔ احباب ہر دو بچوں کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ فضل الرحمٰن بی اے بی ٹی سیکرٹری تعلیم۔ کبیرہ

(۷) میرا لڑکا افتخار احمد ٹائیفائڈ بخار سے بیمار ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ امانت اللہ انور گڑھی شاہو لاہور

(۸) میری والدہ صاحبہ مدت سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت یاب کرے۔ آمین عبد الرب خاں جماعت ہشتم چک ۹۷

(۹) بندہ نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب میری اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ سعید الرحمٰن بیراچہ ڈی سرگودھا بھیرہ بس سروس

(۱۰) خاکسار کمپونڈری کا امتحان دے رہا ہے احباب کامیابی کیلئے دعا فرمائیں محمد صادق سول ہسپتال چارسدہ

البرٹ آئن اسٹائن

جس کا نظریۂ اضافت سائنس کی دنیا میں انقلاب کا باعث بنا

یہ حقیقت ہے کہ سات آٹھ نسلیں جب گذر جائیں گی سائنس اور ترقی کر جائے گی۔ ایٹمی طاقت سے نئی نئی ایجادیں ہو جائیں گی تب جا کر لوگوں کو معلوم ہوگا۔ آئن اسٹائن کا کتنا بڑا دماغ تھا۔ اور اس نے انسانوں کو کیا کچھ دیا ہے۔

آئنسٹائن نے کائنات کو سمجھنے کے لئے ایک نئی تکنیک دی ہے۔ ایسی تکنیک جس نے ہم کو ایٹمی طاقت تک پہنچا دیا اور جو آگے چل کر نہ جانے کائنات کے اور کیا کیا سربستہ رازوں کا انکشاف کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بڑے دماغ کی عظمت سے انسان آج نہیں اس وقت واقف ہوگا جب وہ صدیوں کے بعد ایٹمی طاقت پر پورا قابض ہو جائے گا۔ اور دوسرے سیاروں سے بات چیت اور آمد و رفت کے راستے کھل جائیں گے۔ کیونکہ ان سب ترقیوں کا سرچشمہ آئنسٹائن کا ہی پیش کردہ نظریہ ہوگا۔

پچاس برس ہوئے جب آئنسٹائن نے نظریہ اضافیت دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اسے سن کر سائنس داں ششدر رہ گئے۔ مگر آئنسٹائن کا استدلال اتنا زبردست تھا کہ اسے مسترد نہ کر سکے۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ میں سائنس کی دنیا میں وہ ایک مسلّم حقیقت بن گیا۔ لیکن عام پڑھے لکھے لوگوں نے ۲۰-۲۵ برس تک اس کو ایک معمّا ہی سمجھا حد یہ ہے کہ اس کی وضاحت کے لئے جو کتابیں لکھی گئیں انہوں نے اس کو اور زیادہ معمّا بنا دیا۔

جس طرح نیوٹن کا نظریہ کشش ہے کہ اگر اس کو عام سوجھ بوجھ سے سمجھنا چاہو تو وہ بہت جلد آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن علمی نظر سے دیکھو تو بہت محنت سے پلے پڑتا ہے اسی طرح آئنسٹائن کا نظریہ اضافیت بھی ہے نیوٹن نے اپنے باغ میں دیکھا کہ سیب اوپر سے نیچے گر رہا ہے اور اس پر نظریہ کشش بنا دیا۔ لوگ جب یہ سنتے ہیں تو اس کو کوئی بہت بڑی بات سمجھ کر خاموش ہو جاتے ہیں لیکن اگر ان کو یہ بھی یاد دلا دو کہ دنیا گول ہے اور ساری دنیا میں پھل اوپر سے نیچے ہی کی طرف گرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ پھل چاروں طرف سے سمٹ کر زمین کی طرف آ جاتے ہیں تو ہر شخص محسوس کرے گا کہ نیوٹن کا کشش سے کیا مطلب تھا۔ اسی طرح اگر آئنسٹائن کا نظریہ دیکھا جائے تو وہ آسان ہو جاتا ہے۔

اضافیت کہتے ہیں جب کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے مقابل میں متعین کیا جائے۔ مثلاً ٹھنڈا۔ گرم۔ اس چیز کو ہم انسان اپنے جسم کی گرمی سے متعین کرتے ہیں۔ اگر کوئی چیز اس سے زیادہ گرم ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ گرم ہے اور کم گرم ہوتی تو کہتے ہیں ٹھنڈی ہے لیکن اگر مچھلی سے پوچھا جائے تو وہ بہت سی ان چیزوں کو جسے ہم ٹھنڈا کہتے ہیں گرم کہے گی اور اگر ریگستانوں کے جانوروں سے پوچھا جائے تو وہ بالکل ہی دوسرا معیار قائم کریں گے جانوروں کو چھوڑئیے۔ اگر انسانوں میں سائبیریا اور صحرائے اعظم افریقہ اور خط استوا کے باشندے اکٹھا کر لئے جائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ ٹھنڈک کا معیار کیا ہے تو وہ سب مختلف باتیں کہیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گرمی اور سردی اضافی چیزیں ہیں

یہی حال کائنات کی تبدیلیوں کا ہے۔ ہم اپنی دنیا سے ایک ستارے کو ٹوٹتا ہوا دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی ابھی ایک ستارہ ٹوٹا لیکن اگر ہم کسی ہیئت داں سے پوچھیں تو وہ کہے گا کہ اس ستارے کو ٹوٹے ہوئے پچاس برس ہو گئے لیکن چونکہ وہ دنیا سے بہت فاصلے پر تھا اس لئے روشنی کی وہ کرنیں جو اس تباہی کی تصویر کو لے کر چلی تھیں باوجود لاکھوں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلنے کے آج یہاں پہنچی ہیں یہ خبر سن کر ہم سمجھ لیتے ہیں کہ پچاس لاکھ سال ہوئے اس ستارے کو ٹوٹے ہوئے

لیکن اب سوال یہ ہے کہ یہ پچاس لاکھ تو ہوئے ہم دنیا والوں کی نظر سے۔ لیکن کائنات میں جو اور اربوں کھربوں دنیائیں ہیں ان کی نظر سے کتنا زمانہ ہوا؟ دوسری دنیاؤں میں سے کچھ تو اس سیارے کے قریب ہوں گی اور کچھ کھربوں میل دور۔ کچھ اتنی دور کہ وہاں اس ستارے کے ٹوٹنے کا نظارہ پچاس لاکھ سال کے بعد کیا جائے گا۔

پھر سوال یہ بھی ہے کہ پیمائش کا پیمانہ جو ہم نے بنایا ہے یعنی سال وہ کیا چیز ہے؟ زمین ایک مقررہ وقت میں زمین کے گرد چکر کر لیتی ہے۔ لیکن خود نظام شمسی کے اور سیارے اتنے وقت میں سفر نہیں طے کرتے بلکہ کچھ کم اور کچھ زیادہ وقت میں سفر کرتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے دن اور رات بھی مختلف ہیں کیونکہ جتنے عرصے میں دنیا اپنے گرد ایک چکر کر لیتی ہے سب سیارے اتنی دیر میں چکر نہیں کرتے۔ کچھ زیادہ وقت لیتے ہیں اور کچھ کم۔ ہمارے نظام شمسی کے علاوہ کروڑوں نظام شمسی اور بھی ہیں اور ان سب کے ماہ و سال بے حد مختلف ہیں۔

مذکورہ پچاس لاکھ سال کے تعین میں اس سے بھی زیادہ جو چیز الجھن پیدا کرتی ہے۔ وہ ہے کرۂ زمین کے انسانوں کا مزاج ہم انسانوں کے حواس ایک خاص رفتار سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً آنکھ اسی وقت دیکھتی ہے۔ جب چیز ایک خاص وقت تک آنکھ کے سامنے رہے اگر وہ اس سے پہلے ہٹا لی جائے تو آنکھ کو اس کا آنا جانا نظر نہ آئے گا۔ اس تجربے اور نظریے پر چلتے پھرتے سینما کی ایجاد ہوئی ہے۔ اس میں ایک تصویر اتنی دیر ٹھہرتی ہے۔ جتنی دیر میں آنکھ اسے دیکھ سکتی ہے اور پھر اس کی جگہ دوسری تصویر اتنے کم وقت میں آ جاتی ہے کہ آنکھ اس جانے کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔

لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر جاندار اور کائنات کی ہر دنیا کے باشندوں کا مزاج اس رفتار سے حرکت کرتا ہے اس دنیا کے جانداروں کا تجربہ کیا جائے۔ تو ان کے مزاجوں کی رفتار میں ہم کو زمین آسمان کا فرق ملے گا اس فرق کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے لئے ایک آن یا سیکنڈ کا جو ساٹھواں حصہ ہے وہ بعض جانداروں اور دوسری دنیا کے انسانوں کے لئے ایک منٹ ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے جو ۵ منٹ ہیں ان کے لئے ایک گھنٹہ ہو سکتے ہیں۔ یعنی ۵ منٹ کے عرصے میں وہ اتنا کام کر سکتے ہیں یا اتنی تفریح کر سکتے ہیں۔ جتنا ہم ایک گھنٹے میں۔ ظاہر ہے کہ ایسے جانداروں اور ایسے انسانوں کے ماہ و سال ہمارے سال سے مختلف ہوں گے۔ اور وہ لوگ پچاس لاکھ برس پہلے ٹوٹنے والے ستارے کو زمانے کے جس گز سے ناپیں گے وہ بالکل ہی دوسرا ہوگا۔

یہ ہوا زمانے کا حال۔ ایسا ہی کچھ حال فاصلے کا ہے۔ فاصلے کو حرکت سے ناپا جاتا ہے۔ اور حرکت کو اگر سمجھا جا سکتا ہے تو سکون کے مقابل میں۔ سٹیشن سے جب ریل چلتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ وہ چلی۔ ہماری دنیا میں سکون بھی ہے۔ اور حرکت بھی سٹیشن اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ لیکن ریل چلی جاتی ہے اس طرح جب ہم چاہتے ہیں چلتے ہیں۔ جب چاہتے ہیں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنی دنیا کی حالت دیکھ کر ہم کائنات کے ستاروں کی حرکت اور سکون کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت بالکل دوسری ہے کائنات میں کوئی بھی ساکن نہیں ہے۔ دنیا سورج کے گرد گھومتی ہے۔ اور سورج خود متحرک ہے۔ تمام ستارے کسی نہ کسی کی طرف حرکت کرتے ہیں اور اگر اپنی دنیا کی حرکت کو ذہن میں رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کرۂ زمین کی بھی ہر چیز متحرک ہے۔ یعنی اس کائنات میں سکون ناپید ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم حرکت جس چیز کو کہتے ہیں وہ اضافی شے ہے۔

جب زمانہ اور حرکت اضافی چیزیں ہو گئیں، تو کائنات کی ناپ بھی کبھی اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک ان دونوں کے قانون نہ معلوم ہو جائیں۔ آئنسٹائن نے اس قانون کو دریافت کیا۔

آئنسٹائن نے مذکورہ نظریہ کو ریاضی اور فزکس یعنی طبیعات کی نظر سے دیکھا اور ثابت کیا۔ اس نظریے سے جب اس نے روشنی کی لہروں کو دیکھا تو وہ بالکل دوسری چیز نظر آئیں۔ اور اس کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ روشنی کی رفتار کا کائنات کی پیمائش پر بھی اثر پڑتا ہے۔

اضافیت ہی کے نظریے کی پیداوار ایٹمی طاقت اور ایٹم بم ہے اور نہ معلوم آگے چل کر اور کیا کیا حیرت انگیز ایجادیں ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ آئنسٹائن کی عجیب و غریب شخصیت نے ریاضی اور طبیعات اور فلسفے پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہے۔ کہ وہ اس دور کی علمی دنیا کے لئے ایک یگانہ ان بن گیا۔ جس کا نام رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

(ماخوذ)

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری کی وفات

بقیہ صفحہ اول

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بھی جنازہ کے ساتھ بہشتی مقبرہ تک تشریف لے گئے۔ اور دوست تک کندھا دیا۔ نیز قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔ جس میں سب احباب شریک ہوئے۔

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رض ان خوش نصیب اصحاب میں سے تھے جنہیں کئی رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے لئے نایاب کتب جمع کرنے مصر تک پہنچے۔ اور وہاں بعض کتب نقل کرکے حضور کے لئے لائے۔ اس دوران میں آپ نے جامعہ ازہر میں عربی کی تعلیم بھی مکمل کی۔ آپ ان اولین مجاہدین احمدیت میں سے تھے۔ جو تبلیغ کی غرض سے کسی غیر ملک میں پہنچے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ قائم فرمایا۔ تو آپ اس کے سب سے پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ اور اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں ریٹائر ہونے تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد تصانیف کا عربی زبان میں ترجمہ بھی کیا۔

آپ کا اصل وطن چھوڑیاں کلاں تحصیل سرہند۔ ضلع بستی ریاست پٹیالہ تھا جہاں سے ہجرت کرکے آپ قادیان آ گئے اور اب تقسیم کے بعد سے آپ ربوہ میں اپنے برادر نسبتی مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم کے ہاں رہتے تھے۔

مارچ ۱۹۵۶ء کے آخر میں صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب عمر مرحوم کی وفات کے دوسرے دن آپ پر بلڈ پریشر کا حملہ ہوا۔ اس کے بعد نمونیہ اور ٹائیفائڈ کی شکایت ہو گئی۔ اگرچہ بخار تو اتر گیا۔ لیکن کمزوری بدستور رہی۔ چنانچہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۶ء کو عصر کے بعد آپ اس دار فانی سے رحلت فرما کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے چند دن پہلے آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور تمام احباب جماعت تک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہنچانے کو کہا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ارباب نور محمد خان مستعفی ہو گئے

سردار عبدالرشید کو کابینہ میں شامل کر لیا جائے گا؟

پشاور ۲۸ اپریل۔ مغربی پاکستان کے وزیر صحت ارباب نور محمد خاں اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں انہوں نے اپنا استعفا بذریعہ تار صوبائی گورنر کو بھیج دیا ہے۔ اس ضمن میں ایک بیان دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے مسلم لیگ مجلس عاملہ کی قرارداد کی پابندی کرتے ہوئے استعفا دیا ہے۔

ارباب نور محمد خاں نے کہا میں مسلم لیگی لیڈروں کی طرف سے ڈاکٹر خانصاحب کی حمایت کا یقین دلانے کے پیش نظر کابینہ میں شامل ہوا تھا اور میرا خیال تھا مجلس عاملہ لیگ اسمبلی پارٹی کے فیصلے کی تائید نہیں کرے گی۔ لیکن اب چونکہ ایسا ہو گیا ہے اس لئے ایک بے ضرر سیاسی کارکن کی حیثیت سے میں وزارت کی بجائے جماعتی وابستگی کو ترجیح دینا پسند کرتا ہوں۔

ارباب نور محمد نے کہا میں مسلم لیگی لیڈروں سے اپیل کرتا ہوں کہ قوم کی بے غرضانہ خدمت کے ذریعے عوام کا اعتماد بحال کریں اور اقتدار کی خواہش ترک کر دیں۔

بھارت کو امریکی امداد جاری رہیگی

واشنگٹن ۲۸ اپریل۔ امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر جارج وی ایلن نے کل یہاں کہا کہ بھارت کو روسی اقتصادی امداد کی پیش کش سے امریکی امداد کی بنیاد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ انہوں نے ایوان نمائندگان کی تعلقات خارجہ کمیٹی کو بتایا کہ ہماری امداد ہمارے اس یقین کی مظہر ہے کہ بھارت اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ آزاد ایشیائی قوم ایک جمہوری طرز حکومت کے تحت اپنے عوام کی ترقی کی خواہشات کو پورا کر سکتی ہے۔

مسٹر جارج ایلن نے مزید کہا کہ پاکستان کو دی جانے والی امریکی امداد میں اضافہ کیا جائیگا۔ انہوں نے بتایا کہ سال رواں میں پاکستان کو امریکی امداد بھارت سے اڑھائی گنا زیادہ دی جائے گی اور آئندہ سال اس تناسب میں مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔

ترک بچوں پر پولیس کا ظلم

نکوسیا ۲۸ اپریل۔ کل شام یہاں برطانوی سپاہیوں نے ایک سکول کے ترک بچوں کو ڈنڈوں سے بری طرح پیٹا۔ اس مارپیٹ سے ۱۳ بچے زخمی ہو گئے جنہیں ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ پولیس حادثے کی تحقیقات کر رہی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ان بچوں کو کرفیو کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر پیٹا گیا تھا۔ بچوں کا کہنا ہے کہ سپاہیوں نے کرفیو کی خلاف ورزی پر انہیں متنبہ کرتے ہوئے ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے۔

متروکہ جائداد کی مالیت کے سرٹیفکیٹ

کراچی ۲۸ اپریل۔ وزارت مہاجرین و بحالیات کے ایک پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ جن مہاجروں نے ہندوستان میں جائدادیں چھوڑی ہیں حکومت ان کی تصدیق شدہ مالیت کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے پر غور کر رہی ہے۔ ابھی اس ضمن میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا گیا۔

کنیڈا ایک کروڑ ڈالر امداد دیگا

کراچی ۲۸ اپریل۔ کنیڈا اس سال کولمبو منصوبے کے تحت پاکستان کو ایک کروڑ دس لاکھ ڈالر کی امداد دے گا۔ کنیڈا کے وزیر خارجہ نے یہ اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ سال رواں میں کل تین کروڑ چوالیس لاکھ ڈالر امداد دی جائے گی۔ ۱۹۵۵ء کے مقابلے میں یہ امداد اسی لاکھ ڈالر زیادہ ہے۔

شیخ فاروق احمد کا تبادلہ

لاہور ۲۸ اپریل۔ شیخ فاروق احمد کو جھنگ سے تبدیل کرکے عارضی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گوجرانوالہ (مقیم گجرات) مقرر کیا گیا ہے۔

دعائے نعم البدل

مکرم چوہدری سلطان محمد صاحب گوکھووال (ضلع لائلپور) کا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل اور صبر جمیل عطا فرمائے اور ہر حال میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

خالد ابن چوہدری عبدالرحمٰن صاحب جٹ بی۔اے۔ بی۔ٹی ہائی سکول ربوہ

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی عبدالسبحان صاحب سامی کے گلے کا اپریشن لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں ہوا ہے احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے خاص طور پر ان مبارک ایام میں دعا فرمائیں۔

سردار عبدالقادر محرر لنگر خانہ ربوہ